رئیس احمد جعفری

خالد کی نعتیہ شاعری

کچھ عرصہ ہوا، جسٹس ایس۔ اے رحمٰن کی زیرِ صدارت بی۔ این آر میں ایک استقبالیہ مولانا کوثر نیازی نے شاعر نقیب اسلام خالد کو دیا تھا۔ مقالۂ ذیل اسی موقع پر پڑھا گیا تھا۔

عبدالعزیز خالد کی شاعری زلف و عارض کی شاعری نہیں ہے، ان کی شاعری میں خلوص ہے، مقصد ہے، دعوت ہے۔ زبان کی لطافت اور بیان کا زور ہے، اور ان سب چیزوں نے مل کر خالد کی شاعری کو بازارِ ادب میں ایک لعلِ گراں بہا بنا دیا ہے۔

خالد کو شاعر کی حیثیت سے روشناس ہوئے ابھی کچھ بہت زیادہ مدّت نہیں گزری لیکن اب تک ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی اور خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ مجھے ان کتابوں میں سب زیادہ فارقلیط پسند ہے۔ شاعر کی روح کو اگر برافگندہ نقاب دیکھنا ہو تو وہ اسی کتاب کے اشعار آبدار میں ملے گی۔ یہ کتاب زبان و بیان اور مقصد و معنی کے اعتبار سے اپنا ایک مخصوص مقام رکھتی ہے، ظاہر بینوں کے لیے بھی، اور دیدہ وردل کے لیے بھی۔

سیرت نبوی پر نثر و نظم میں اب تک بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ لیکن سیرت نبوی کا ایسا منظوم مجموعہ کم از کم میری نظر سے اب تک نہیں گزرا۔ جس میں ولادت باسعادت سے لے کر وفات حسرت آیات تک کے تمام واقعات و حوادث، مؤرخانہ کاوش سے پوری تفصیل اور جامعیت کے ساتھ قلمبند کر دیے گئے ہوں، اور وہ بھی اس شان سے کہ

اس ضخیم مجموعہ کے بے شمار اشعار تمام کے تمام آمد ہی آمد ہوں۔ آورد کا کہیں شائبہ بھی نظر نہ آئے۔ میرا خیال ہے یہ شاعر کے خلوص کا کرشمہ ہے اور اس میں قدرت کی تائید و نصرت بھی شامل ہے۔

چاک مت کر جیب بے ایام گل

کچھ ادھر کا بھی اشارہ چاہیے

شاید یہ اشارہ پاکر ہی شاعر نے قلم اٹھایا اور صفحۂ قرطاس پر موتی کی طرح اشعار بکھرتے چلے گئے۔

شعر کا سب سے پہلا، اور سب سے آخری وصف یہ ہے کہ شاعر کا تاثر سننے والے یا پڑھنے والے کا تاثر بن جائے۔ وہی محسوس کرنے لگے جو شاعر محسوس کر رہا ہے۔ اس معیار پر اگر فارقلیط کا جائزہ لیا جائے تو مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ اس کتاب کا ہر شعر کیف و اثر، سوز و گداز، جذب و جوش، اور احساس کی ایک دنیا اپنے اندر آباد رکھتا ہے، اور پڑھنے والا پڑھتے وقت اس دنیا میں گم ہوجاتا ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا، اب تک بہت سے شاعروں نے لکھا ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اکثر نے بہت خوب لکھا ہے۔ اور بعض نے تو کہنا چاہیے کہ قلم توڑ دیا ہے۔ ان کا لکھا ہوا سراپائے رسولؐ ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا کیف و اثر تاابد باقی رہے گا۔

فارقلیط میں خالد نے بھی اس نازک موضوع پر، تاریخ و تحقیق کی روشنی عشق و محبت، اور جوش و جذبہ کے عالم میں قلم اٹھایا ہے۔ اور بلاشبہ ان کا لکھا ہوا سراپا اردو ادب میں ایک مخصوص اور منفرد مقام کا حامل ہے۔ جو نوآموزوں کے لیے دلیل راہ، اور تجربہ کاروں کے لیے معیار اور کسوٹی کا کام دے سکتا ہے۔

اس مختصر وقت میں بھی سراپائے رسولؐ سے متعلق خالد کے چند اشعار سنائے بغیر نہیں

رہا جاتا۔ کہتے ہیں:

دمِ گفتگو منہ سے کرنوں کی بارش
دہن مہرِ تاباں کو شرما رہا ہے
کنارِ شفق میں لڑی موتیوں کی
گلِ نو دمیدہ لبوں پر فدا ہے
تراشیدہ بُت کی طرح رشکِ مینا
درخشندہ گردن ہے یا آئینہ ہے
چمکتی سی بجلی ہے ابرِ سیہ میں
ترا چہرہ زلفوں میں لو دے رہا ہے
سپیدی ہے چہرے کی مائل بہ سرخی
بدن لعل و مرمر میں گویا ڈھلا ہے

اور آخر میں کتنا برجستہ، کتنا بامعنی اور کتنا مبنی برحقیقت تاثر شاعر کی زبان سے ادا ہوا ہے،

نہیں ہے خمیر اس کا دنیائے دوں سے
کوئی کہہ رہا تھا یہ روحِ خدا ہے